نماز کی تاثیرِ بخشش

مدرس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ، قَالَ وَلَمْ يَسْاَلْهُ عَنْهُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَامَ اِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ، قَالَ: ((اَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا؟)) قَالَ نَعَمْ، قَالَ: ((فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ اَوْ حَدَّكَ)) (۱)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! مجھ سے ایسا فعل سرزد ہو گیا ہے جس پر حد واجب ہے‘ اس لیے آپؐ مجھ پر حد جاری فرمائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے اُس کے گناہ کے بارے میں کچھ دریافت نہ فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ ایسے میں نماز کا وقت آ گیا۔ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی اور جب آپؐ نماز سے فارغ ہو چکے تو وہ شخص پھر کھڑا ہوا اور دوبارہ عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھ سے ایک ایسا فعل سرزد ہو گیا ہے جو مستوجبِ حد ہے‘ اس لیے آپؐ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ فرمایئے۔ آپؐ نے اس کی بات سنی اور فرمایا: ’’کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز ادا نہیں کی ہے؟‘‘ اس نے عرض کیا: جی ہاں! نماز پڑھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے تمہاری خطا یا تمہاری حد معاف فرما دی ہے۔‘‘

اس حدیث کے راوی حضرت انس بن مالک ؓ خادم رسول کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی والدہ اُمّ سلیم مشرف بہ اسلام ہو کر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے نوعمر بیٹے انسؓ کو رسول اللہ ﷺ کا خادم بنا دیا۔ چنانچہ حضرت انس ؓ نو دس برس تک مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے رہے۔ حضرت انسؓ نے ۱۰۳ سال عمر پائی اور بصرہ میں فوت ہوئے۔ آپؓ ممتاز صحابہ میں سے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسا معاشرہ تشکیل دیا کہ لوگ گناہوں سے دور رہنے لگے اور کسی سے گناہ صادر ہو جاتا تو وہ اعتراف کر کے سزا پانا چاہتا۔ گویا لوگوں کا ایمان بالآخرۃ انتہائی مضبوط ہو گیا۔ انہوں نے جان لیا کہ ایک

(۱) صحیح البخاری‘ کتاب الحدود‘ باب اذا أقر با لحدّ ولم یبیّن ھل للامام ان یستر علیه ۔ وصحیح مسلم‘ کتاب التوبة‘ باب ان الحسنات یذھبن السیئات۔ واللفظ للبخاری۔

دن ضرور فیصلے کا وقت آئے گا جس دن اپنے اعمال کا بدلہ ملے گا اور گناہوں کے سبب جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا' لہٰذا دنیا کی زندگی میں اپنے گناہ کی سزا پالینا ہی بہتر ہے۔

اس حدیث میں راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے مجھ سے جرم ہو گیا ہے مجھ پر حد جاری کریں۔ آپؐ نے اس سے جرم کے متعلق نہیں پوچھا۔ اتنے میں نماز کے لیے جماعت کھڑی ہو گئی۔ جب نماز پڑھی جا چکی تو وہ شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایسا کام کیا ہے کہ میں حد کو پہنچ گیا ہوں' لہٰذا آپؐ مجھ پر اللہ کا حکم نافذ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟'' اس نے کہا: ہاں پڑھی ہے۔ اس پر آپؐ نے اسے بشارت دی کہ اللہ نے تمہارا گناہ معاف کر دیا۔

اس حدیث سے ہمیں کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک بات یہ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں انہوں نے آنے والے شخص کا نام نہیں بتایا' حالانکہ وہ شخص حضرت انسؓ کے سامنے حضور ﷺ کے پاس آیا۔ گویا راوی نے حدیث بیان کر دی مگر گناہ کرنے والے کا نام ظاہر نہیں کیا۔ یہی واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ انہوں نے بھی حدیث بیان کر دی' مگر آنے والے شخص کا نام نہیں بتایا۔ دونوں راویوں نے آنے والے شخص کا نام بتانے سے گریز کیا' کیونکہ اسلام ہمیں پردہ پوشی کی تعلیم دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (متفق علیه)

''جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

اگر ہمیں کسی مسلمان بھائی کی کسی خطا کا علم ہو جائے تو اسے مشتہر نہیں کرنا چاہیے' بلکہ پردہ پوشی کا انداز اپنانا چاہیے اور اسے بھی شرمسار نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی آنے والے کی بات سن کر گناہ کی تفصیل نہیں پوچھی' کیونکہ آپؐ اگر پوچھتے اور وہ اپنا گناہ بتا دیتا تو اس پر حد جاری ہو جانا لازمی تھا۔ اعترافِ جرم کے بعد سزا سے بچنا ممکن نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس رویہ سے قصوروار سزا سے بچ گیا۔ اسلام کا مزاج بھی یہی ہے کہ وہ پردہ پوشی سکھاتا ہے' سزا دلوانا نہیں سکھاتا۔ ہاں جب جرم ثابت ہو جائے تو پھر کوئی رورعایت نہیں رہتی۔ اس کے نظامِ عدل میں اس بات کی بڑی اہمیت ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا نہ مل جائے۔ مجرم کو سزا اسی صورت میں ملے گی جب اس کے خلاف عینی گواہوں کی شہادت نصاب کے مطابق پوری ہو جائے اور گواہ ایسے لوگ ہوں جن کی صداقت شک وشبہ سے بالا ہو۔ اس ضمن میں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ گواہوں کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ سچی گواہی دیں' کیونکہ اگر ان کی گواہی جھوٹی ثابت ہو گئی تو وہ خود سخت سزا پائیں گے۔ اسی طرح ایک شخص کسی دوسرے پر ایسے جرم کا الزام لگائے جس پر چار آدمیوں کی گواہی ضروری ہو تو ایسے آدمی کے لیے لازمی ہو گا کہ وہ اپنے علاوہ تین گواہ پیش کر کے گواہوں کا نصاب پورا کرے' اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو اسے قذف کا مجرم گردانا جائے گا جس کی وہ سزا پائے گا۔

پس اگر کسی مسلمان کو اپنے کسی مسلمان بھائی کی کسی کمزوری کا علم ہو جائے تو اس کی اس خامی کو مشتہر نہ

کرے بلکہ اس کو رازدارانہ لہجے میں تنہائی میں سمجھائے تاکہ وہ اپنی اصلاح کرلے۔ اگر کسی شخص سے کوئی گناہ ہوجائے جس پر کوئی دوسرا آگاہ نہ ہو تو اس کے لیے بھی یہی ہدایت ہے کہ اگر اس کا گناہ لوگوں سے پوشیدہ رہ گیا ہے تو وہ خود بھی اس کا اظہار نہ کرے' بلکہ پشیمانی محسوس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے۔ ایسے شخص کی پرخلوص توبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شرفِ قبولیت پائے گی' جس طرح اس حدیث میں گناہگار آدمی کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی طرف سے آنے والی بشارت سنادی۔ اسی طرح ایک حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اس کے بعد کوئی نیکی کرو تو یہ نیکی اُس گناہ کو مٹادے گی۔

صاحبِ مشکوٰۃ المصابیح اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں لائے ہیں' کیونکہ اس سے نماز کی تاثیر بخشش کو نمایاں کیا گیا ہے کہ محض رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے والے کے گناہ کو بخش دیا گیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ﴾ (ھود:۱۱۱)

''اور دن کے دونوں کناروں (یعنی صبح اور شام) اور رات کے وقتوں میں نماز پڑھا کرو' بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں۔''

گویا نماز بہت بڑا نیکی کا کام ہے جس میں گناہوں کو مٹانے کی بہت بڑی تاثیر ہے۔ نماز کی اس تاثیر کو کئی دوسری احادیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں اور جمعہ' جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک مٹادیتے ہیں ان گناہوں کو جو ان کے درمیان ہوئے ہوتے ہیں جبکہ بڑے گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔'' (مسلم)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو کوئی مسلمان فرض نماز کا وقت پائے' پھر اچھی طرح وضو کرے اور خشوع اختیار کرے اور اچھی طرح رکوع (وسجدہ) کرے تو وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کے لیے کفارہ ہوتی ہے جب تک وہ کبیرہ گناہ نہ کرے' اور ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔'' (مسلم)

نماز کے لیے وضو شرط ہے۔ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ گویا وضو نماز کی تیاری کا نام ہے کہ اعضاء بدن کو دھو کر اور صاف ستھرا ہو کر نماز کے لیے کھڑا ہو۔ نماز کی یہ تیاری بھی گناہوں کو مٹانے کی تاثیر رکھتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب مسلمان بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے وہ گناہ جو اس نے اپنی آنکھوں کے ساتھ کیے تھے' پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں۔ پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں۔ پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر گناہ جو پاؤں کے ساتھ چل کر کیا تھا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ بہہ جاتا ہے' یہاں تک کہ وہ تمام گناہوں سے پاک صاف ہوجاتا ہے۔'' (مسلم)

جب وضو کی یہ تاثیر ہے تو نماز کو رسول اللہ ﷺ نے افضل الاعمال فرمایا ہے۔ گناہ مٹانے کی یہ تاثیر نماز میں تو بدرجہ اتم موجود ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا......'' (بخاری ومسلم)

قرآن مجید میں ارشاد ہے:﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ﴾ (العنکبوت:٤٥) ’’بے شک نماز بے حیائی اور برائی کے کاموں سے بچاتی ہے‘‘ یعنی نماز پڑھنے سے انسان گناہ کے کاموں سے بچتا ہے۔ گویا نماز کی یہ تاثیر ہے کہ نمازی آدمی کو گناہوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے‘ وہ نیکیوں کی طرف راغب ہوتا ہے اور برائیوں سے نفرت کرتا ہے۔ یہ انداز اختیار کرنے کے باوجود اگر نمازی سے بتقضائے بشریت گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو وہ نماز اس کی بخشش کا سبب بن جاتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص نماز تو پڑھتا ہے مگر برائیوں کا بھی عادی ہے اور بلاخوف وخطر آزادانہ گناہوں کے کام بھی کرتا ہے تو توقع ہے کہ عنقریب اس کی نماز اس کو برائیوں سے روک دے گی۔ اور اگر وہ برائیوں سے نہیں رکتا تو اس کی نماز تاثیر سے خالی ہے۔ ایسی ہی نماز کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ تَنْھَهُ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ فَلَا صَلَاۃَ لَهُ)) (راوی عمران بن حصینؓ۔ رواہ ابن ابی حاتم)

’’جسے اس کی نماز نے فحش اور برے کاموں سے نہ روکا اس کی نماز ہی نہیں۔‘‘

ایسے شخص کو نماز کے فوائد حاصل کرنے کے لیے برائیوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ ورنہ اس کی مثال اس شخص کی ہے جو جسمانی مرض کے لیے دوا تو لیتا ہے‘ مگر اسے طبیب کی ہدایت کے مطابق شرائط وقواعد کے ساتھ استعمال نہیں کرتا‘ بلکہ دوا کے ساتھ ساتھ مرض میں اضافہ کرنے والی چیزوں کا استعمال بھی کرتا ہے۔ تو ایسی دوا کتنی ہی اچھی ہو مریض کو فائدہ نہیں دیتی۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں جو شخص معلوم کرنا چاہے کہ اس کی نماز قبول ہوئی ہے یا نہیں اسے دیکھنا چاہیے کہ اس کی نماز نے اسے فحشاء اور منکر سے کہاں تک باز رکھا۔ اگر نماز کے روکنے سے وہ برائیاں کرنے سے رک گیا ہے تو اس کی نماز قبول ہوئی ہے۔ (روح المعانی)

پس ہر شخص کو دھیان رکھنا چاہیے کہ وہ نماز کو خشوع وخضوع اور وقت کی پابندی کے ساتھ پوری آمادگی اور ذوق وشوق کے ساتھ ادا کرے‘ تاکہ یہ نماز اس کے گناہوں کی بخشش کا سبب بن سکے۔

❁❁❁

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی دستاویز

ڈاکٹر اسرار احمد m کی مقبولِ عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص: 40 روپے اشاعت عام: 25 روپے